قرآن فہمی میں استفہامی اسلوب کی اہمیت، ایک جائزہ

Importance of Interrogative style in the Qur'an's Comprehension, A Review

Dr. Asma Aziz
Assistant Prof., Dept. of Islamic Studies, GC Women University, Faisalabad:
asmaaziz@gcwuf.edu.pk

Haiqa
Dept. of Islamic Studies, GC Women University, Faisalabad:
haiqaikram30@gmail.com

Nuzhat Mazhar
Dept. of Islamic Studies, GC Women University, Faisalabad:
mazharnuzhat96@gmail.com

Abstract
The Holy Quran is the most sacred book which is the source of revelation and guidance from Allah. This book consists of various Surah's, which were revealed to a human messenger, Prophet Muhammad (peace be upon him). The Qur'an deals with monotheism, worship, moral principles, and various areas of life, and it is a source of guidance and salvation for humanity. What is special about the Interrogative and questioning style of the Qur'an is to explain different aspects of human life. This approach draws attention to various investigation, strategic and ethical issues that helps in comprehension in the Quran as well.
Keywords: *The Holy Qur'an, Style of interrogation, Comprehension in the Quran*

تعارف:

قرآن مجید سب سے زیادہ مقدس کتاب ہے جو اللہ کی وحی اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ قرآن کا موضوع توحید، عبادت، اخلاقی اصول اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں سے وابستہ ہے

اور یہ انسانیت کی رہنمائی اور نجات کی راہ کا ذریعہ ہے۔ قرآن نے سوالیہ انداز اختیار کر کے انسان کو تنبیہ کی ہے اور مختلف پہلوؤں کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ قرآن میں استفہامی اسلوب کے متعدد پہلو موجود ہیں اس کا انداز کسی یاد دہانی کے لیے سوال استعمال کیا جاتا ہے اور کہیں اقرار اور اعتراف کے لیے سوال اور بعض مقامات ڈرانے یعن تخویف کے لیے سوال کیا جاتا ہے ۔ اللہ رب العزت نے یہ کائنات کی تخلیق فرمائی اور اس کے لوازمات اور ضروریات پیدا فرمائی انسانی زندگی کے لیے دستیاب وسائل کے ساتھ ساتھ اچھے برے کی تمیز، حلال و حرام، سزا اور جزا کا بھی ذکر فرمایا ان سب احکامات کو بیان کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے مختلف اسلوب استعمال کیسے کسی سابقہ واقعات اور کسی استفھامی اسلوب ہیں۔ ایسے اسلوب سے اقوام کی رہنمائی ہوتی ہے اور یہ قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر ذکر ہوا ہے استفہام کا یہ اسلوب اس وقت اختیار کیا جاتا ہے، جب مخاطب سے کوئی ایسی بات منوانا پیش نظر ہو، جو اگرچہ بالید است واضح ہو اور مخاطب اسے تسلیم بھی کرتا ہو، لیکن عملاً اس سے انحراف پر مصر ہو۔ اس میں گلہ، شکایت، غصہ، رنج، علامت، اپیل اور یاد دہانی، سب مضامین پنہاں ہوتے ہیں جو سادہ خبر یہ اسلوب میں ادا نہیں ہو سکتے۔ یہ اسلوب بنیادی دینی ضروریات کو سکھانے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے جو کہ اپنی دینی صلاحیتوں کو نکھارنے سے اور درست انداز میں علم سکھانے میں بڑا معاون ثابت ہوتا ہے۔

استفہام کی تعریف

استفہام باب فہم یفھم کے وزن استفعال کا مصدر ہے، جس کے لغوی معنی دریافت کرنا، سمجھنے کی خواہش کرنا، پوچھنا ہیں[1] استفہام کا معنی کسی چیز کو حاصل کرنا ہے یا کسی چیز کے حصول کا مطالبہ کرنا ہے۔ چنانچہ انعام نوار عکاوی لکھتے ہیں:"

---

[1] فیروز الدین مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۹۱۔

الاستفہام من الفہم، وفیمت الشیء عقلتہ، واستفہم أي سألہ أن یقیمہ[2]
استفہام، فہم سے بنا ہے، جس کا معنی ہے میں چیز کو جان گیا، اور استفہام کا معنی ہوا: اس نے سوال کیا کہ وہ اس کا سمجھ جائے۔
عبد العزیز قلقیلہ لکھتے:

ومفہوم الاستفہام بلاغیًا ہو طلب الحصول علی شیء في الذہن بأدوات مخصوصۃ[3]

استفہام کا بلاغی مفہوم یہ ہے کہ الفاظ مخصوصہ کے ساتھ ذہن میں کسی چیز کے حصول کو طلب کرنا۔

محمد بن علي ابن القاضي محمد حامد الحنفی لکھتے ہیں:

الاستفہام في الانکلیزیۃ في الفرنسیۃ ہو عند أہل العربیۃ من أنواع الطلب الذي ہو من أقسام الانشاء، وہو کلام یدل علی طلب فہم ما اتصل بہ أداۃ الطلب، أزید قائم[4]

استفہام کا انگریزی و فارسی میں معنی کسی چیز کو طلب کرنے کے معنی میں ہے اور عربی میں استفہام انشاء کی اقسام میں سے ہے طلب کا معنی پایا جاتا ہے۔

ابن منظور افریقی لفظ استفہام سے متعلق لکھتے ہیں:

"استفہام سے مراد کسی چیز کو سمجھنا اور سمجھانا ہے۔"[5]

اصطلاح میں استفہام سے مراد ہے:

"نامعلوم چیز کو ادوات استفہام سے جاننے کی کوشش کرنا"[6]

---

[2] انعام نوار عکاوی، المعجم المفصل في العلوم البلاغۃ ، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1922ء)، 122
[3] العزیز قلقیلہ ، البلاغۃ الاصطلاحیۃ ، (قاہرہ: دار الفکر العربیۃ ، 1989ء)،163
[4] محمدبن علی الحنفی، موسوعۃ کشف اصطلاحات الفنون والعلوم ، 171:1-
[5] افریقی ، ابن منظور ، محمد بن مکرم، مکتبہ دار صادر، بیروت، ۲۰۱۰ء، مادۃ ف ھ

قرآن میں موجود ادویات استفہامیہ کلمات و حروف:

قرآن میں موجود ادویات استفہامی حروف کی تعداد دو اور اسما کی تعداد نو ہیں۔ جن میں متی , ما, ماذا, کم, ایان, اي, این, کیف, انی شامل ہیں۔ جن کی مثال قرآن کی متعدد آیات سے ملتی ہے اس ادویات حروف اور اسما کے بارے میں ڈاکٹر عبد الراجحی تحریر فرماتے ہیں کہ تمام ادوات اسمائے استفہام ہیں سوائے دو کلموں هل اور همزه(ء) یہ دونوں حروف استفہام ہیں اور اسمائے استفہام سب مبنی ہیں سوائے اي کے۔[7]

قرآن مجید میں موجود استفہامی آیات کی تعداد

قرآن مجید کی چھیانوے (96) سورتوں میں آٹھ سو چونسٹھ (864) استفہامی آیات ہیں، جن میں دو سو بیالیس (242) ایمانیات، اکیانوے (91) عبادات، دو سو پچھتر (275) معاملات، اور دو سو چھپن (256) آیات آخرت سے متعلق ہیں۔ یہ تمام آیاتِ استفہام قرآن مجید میں مختلف اغراض و مقاصد اور حکمتوں کے سبب بیان ہوئی ہیں جنہیں واقعات و قصص کی تفہیم میں آسانی اور مخاطبین کی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں استفہامی اسلوب کے متعدد پہلو:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں استفہامی اسلوب کو مختلف پہلوؤں سے پیش کیا ہے کچھ آیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے سوال کیا ہے پھر جواب دیا ہے کچھ آیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے جواب دیا ہے پھر اس کی طرف متوجہ کرنے کے لیے سوال کیا ہے۔

---

[6] ابن فارس، احمد بن فارس بن زكريا الرازى، الصاحبي في فقه اللغة العربية ومسائلها وسنن العرب في كلامها، تحقيق: ڈاكٹر مصطفى الشواعى، دار الكتب العلميه، بيروت، ١٩٦٤ء، ص ١٨١

[7] عبد والراجحى، التطبيق النحوى، دار المعرفة، مصر ، ٢٠٠٧، ص ٧٩

یاد دہانی کے لیے استفہامی اسلوب

انسان خطا کار ہے وہ اس دنیا میں اپنی حقیقت بھول جاتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد بار انسان کو دنیا میں آنے کا مقصد کی یاد دہانی کروائی ہے۔ اس بات کو واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحدہ لا شریک ہے اسی نے اس کائنات کو بنایا اور اس کے ساتھ کسی کو نہ شریک کیا جائے:

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ[8]

یہی اللہ تمہارا سچا رب ہے، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور ہے کیا، سو تم کدھر پھرے جاتے ہو۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا[9]

آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو چیز ان کے درمیان ہے سو اسی کی عبادت کر اور اسی کی عبادت پر قائم رہ، کیا تیرے علم میں اس جیسا کوئی اور ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ[10]

اے لوگو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تم پر ہے، بھلا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہو، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، پھر کہاں الٹے جا رہے ہو۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ[11]

یہی اللہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر کہاں الٹے جا رہے ہو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ[12]

---

[8] سورہ یونس:32

[9] سورہ مریم:65

[10] سورہ فاطر:3

[11] سورہ غافر62

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ نے، پھر کہاں بہکے جا رہے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا[13]

وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں، سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

مولانا امین اصلاحی کا نقطہ نظر ہے یہ محض ایک سادہ خبر یہ جملہ نہیں ہے بلکہ اس کے اندر بہت سے معانی مضمر ہیں۔ مثلاً :

1۔ایک عظیم حق کی یاد دہانی ہے جو اس پر عائد ہوتا ہے اور جس سے اس کے لیے انکار کی گنجائش نہیں ہے لیکن اس کا رویہ اس کے منافی ہے۔

2۔اس میں ملامت ، غصہ رنج اور اظہار حسرت کے بھی گوناگوں پہلو ہیں۔

3۔اس میں نہایت مبنی بر حقیقت گلہ و شکوہ بھی ہے اور نہایت موثر اپیل بھی۔

۴۔استفہامیہ اسلوب نے اس حسن فکر کو بیدار کرنا چاہا ہے کہ انسان کی نظروں سے خدا اوجھل ہے تو اس کا اپنا وجود تو اوجھل نہیں ہے، وہ خود اپنے اندر خدا کی قدرت و حکمت اور اس کے عدل و رحمت کی نشانیاں دیکھ سکتا ہے۔[14]

انذار یعنی ڈرانے کے لیے استفہامی اسلوب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتَاكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ[15]

کہہ دو اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا ظاہر آجائے تو ظالموں کے سوا اور کون ہلاک ہو گا۔

---

[12] سورہ الزخرف 87

[13] سورہ النساء 139

[14] اصلاحی، امین احسن تدبر قرآن، فاران پبلیکیشنز، لاہور ، ۱۰۵

[15] سورہ الانعام 47

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ[16]

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہو گئے، انہیں وہی سزا دی جائے گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

ثُمَّ قِيْلَ لِلذين ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ[17]

پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشگی کا عذاب چکھتے رہو، تمہیں نہیں بدلا دیا جاتا مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ[18]

اور جو برائی لائے گا سو ان کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے، تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ[19]

تم سے پہلے کئی واقعات ہو چکے ہیں سو زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ[20]

یقیناً آپ سے پہلے کے پیغمبروں کا مذاق اڑایا گیا تھا اور میں نے بھی کافروں کو ڈھیل دی تھی پھر انہیں پکڑ لیا تھا، پس میرا عذاب کیسا رہا؟

ان آیات کریمہ میں استفہام کے مختلف اسالیب کو استعمال کر کے انسان کی ترتیب پر زور دیا ہے۔ تمام استفہامی اسالیب انسان کو تعلیم و تربیت کو موثر انداز میں بیان کر رہے ہیں۔ ان آیات میں ترغیب، تنبیہ، استرستاد، تذکیر، تخویف کے اسالیب کو استعمال کیا گیا ہے۔

---

[16] سورہ الاعراف 147

[17] سورہ یونس 52

[18] سورہ النمل 90

[19] سورہ عمران 137

[20] سورہ الرعد 32

قوت وطاقت بیان کرنے کے لیے استفہامی اسلوب

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ[21]

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کا پھاڑنے والا ہے، مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالنے والا ہے، اللہ یہی ہے، پھر کدھر الٹے پھرے جارہے ہو۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ [22]

اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس نے اس سے اس کی بیوی بنائی اور تمہارے لیے آٹھ نر اور مادہ چارپایوں کے پیدا کیے، وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین اندھیروں میں بناتا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں پھرے جارہے ہو۔

اَلَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ؕ مَّا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ[23]

جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے، تو رحمان کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا، تو پھر نگاہ دوڑا کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی دیتا ہے۔

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ[24]

---

[21] سورہ الانعام 95

[22] سورہ الزمر 6

[23] سورہ الملک 3

[24] سورہ البقرۃ 77

کیا یہ لوگ (جو ایسی باتیں کرتے ہیں) یہ نہیں جانتے کہ اللہ کو ان ساری باتوں کا خوب علم ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں؟

بعض اوقات استفہام سے سوال کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ تاکید کے لیے بھی یہ اسلوب استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں استفہام کا یہ اسلوب تاکید و تعظیم کے معنی میں بہت استعمال ہوا ہے۔

قیامت کی پیشن گوئی کے لیے استفہامی اسلوب

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ [25]

کیا وہ قیامت کے ہی منتظر ہیں کہ ان پر یکایک آجائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔

يَسْاَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ [26]

پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہو گا۔

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ [27]

اس دن انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآئِيْ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ [28]

قیامت کی خبر کا اسی کی طرف حوالہ دیا جاتا ہے، اور کوئی پھل اپنے غلافوں سے نہیں نکلتا اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ وضع حمل کرتی ہے مگر اس کے علم سے، اور جس دن انہیں پکارے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں، کہیں گے ہم نے آپ سے عرض کر دیا کہ ہم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں۔

بِأَنْتُمْ بِؤُلَاءِ جَدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيُوةِ الدُّنْيَا، فَمَنْ يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيمَةِ أَمْ مَّنْ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا [29]

---

[25] سورہ الزخرف 66

[26] سورہ القیامہ 6

[27] سورہ القیامہ 10

[28] سورہ فصلت 47

ہاں تو یہ ہو تم لوگ کہ دنیا میں تم نے ان کی حمایت کی لیکن اللہ تعالی کے سامنے قیامت کے دن ان کی حمایت کون کرے گا؟ اور وہ کون ہے جو ان کا وکیل بن کر کھڑا ہو سکے گا؟

قرآن نے مخاطب میں آمادگی پیدا کرنے کے لیے بعض اوقات اپنی گفتگو کا آغاز سوال سے کیا ہے اور پھر جواب کی صورت میں مدعا بیان کیا ہے۔ اس طرح سامعین کو متوجہ کرنے کے لیے بہترین موقع پیدا کیا ہے۔

منکرین سے تخاطب کے لیے استفہامی اسلوب

قرآن حکیم کی بعض آیات میں مذکور سوالیہ جملوں میں مقصود استفہام اور سوال و جواب نہیں بلکہ افہام، اتمام حجت اور زجر و تنبیہ ہوتا ہے۔ متکلم پورے زور بیان کے ساتھ سوالیہ انداز میں حقائق کو پیش کرتا جاتا ہے اور مخاطب کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کیے بغیر آگے بڑھ جاتا ہے گویا اس کی تردید کے لیے کوئی گنجائش سرے سے ہے ہی نہیں

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ[30]

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے شرک کیا تھا کہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَاُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَاُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ[31]

کہہ دو کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پیدا کرے پھر اسے دوبارہ زندہ کرے، کہہ دو اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا، سو تم کہاں پھرے جاتے ہو۔

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ[32]

کہا کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں جب تم پکارتے ہو۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ[33]

---

[29] سورہ النساء 109

[30] سورہ الانعام 22

[31] سورہ یونس 34

[32] سورہ الشعراء 72

اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ [34]

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے معبودوں میں سے کبھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے، وہ پاک ہے اور ان کے شریکوں سے بلند ہے۔

تفریق کرنے کے لیے استفہامی اسلوب

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ [35]

(کیا کافر بہتر ہے) یا وہ جو رات کے اوقات میں سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید کر رہا ہو، کہہ دو کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں، سمجھتے وہی ہیں جو عقل والے ہیں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ [36]

---

[33] سورہ الشعراء 93

[34] سورہ روم 40

[35] سورہ الزمر 9

[36] سورہ الزمر 29

اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے ایک غلام ہے جس میں کئی ضدی شریک ہیں اور ایک غلام سالم ایک ہی شخص کا ہے، کیا دونوں کی حالت برابر ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، مگر ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔

واقعہ کی طرف اشارہ

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭفَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ[37]

کہا میں تمہارا اس پر کیا اعتبار کروں مگر وہی جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی پر اعتبار کیا تھا، سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے مہربان ہے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ[38]

کہا تمہیں یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جب تمہیں سمجھ نہ تھی۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا[39]

اسے موسٰی نے کہا کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سکھائے اس میں سے جو تجھے ہدایت کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا[40]

کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔

اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۭ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى[41]

---

[37] سورہ یوسف 64

[38] سورہ یوسف 89

[39] سورہ الکہف 66

[40] سورہ الکہف 103

[41] سورہ طہ 40

جب تیری بہن کہتی جارہی تھی کیا تمہیں ایسی عورت بتاؤں جو اسے اچھی طرح پالے، پھر ہم نے تجھے تیری ماں کے پاس پہنچادیا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے، اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا پھر ہم نے تجھے اس غم سے نکالا اور ہم نے تجھے کئی مرتبہ آزمائش میں ڈالا، پھر تو مدین والوں میں کئی برس رہا پھر تو اے موسٰی تقدیر سے یہاں آیا۔

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَآ اٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى[42]

پھر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا کہا اے آدم کیا میں تجھے ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہی جس میں ضعف نہ آئے۔

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ[43]

کیا آپ کو ابراھیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗوْنَ ۚ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ[44]

اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے کسی دوسرے کی مِلک میں جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک دوسرا آدمی ہے جسے ہم نے اچھی روزی دے رکھی ہے اور وہ ظاہر اور پوشیدہ اسے خرچ کرتا ہے، کیا دونوں برابر ہیں، سب تعریف اللہ کے لیے ہے، مگر اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔

قرآن مجید کا انداز یہ ہے کہ جب وہ کسی قدیم واقعہ یا قصے کو بیان کرتا ہے یا کسی قوم یا شخص پر اللہ تعالٰی کے انعام یا عذاب کا ذکر کرتا ہے تو اس کا انداز اور اسلوب نصیحت کا ہوتا ہے اور اس واقعے سے عبرت دلانا مقصود ہوتا ہے اس واقعے میں جو مقصد چھپا ہوتا ہے اس کا واضح کرنا ہی قرآن کا مقصد ہوتا ہے۔

---

[42] سورہ طہ 120

[43] سورہ الذاریات 24

[44] سورالنحل 75

تنبیہی انداز کے لیے

اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتَابًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [45]

یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے، اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے جسے ہم بھی پڑھ سکیں، کہہ دو میرا رب پاک ہے میں تو فقط ایک بھیجا ہوا انسان ہوں۔

قرآن حکیم میں آیات استفہام کی اہمیت، نوعیت اور مقاصد کے لیے آمادگی اور توجہ کی اشد ضرورت تھی جس کی بنا پر قرآن نے سوال سے آغاز کیا ہے پھر جواب دیا کہ لوگ سوال سے زیادہ جواب کی طرف متوجہ ہوں جس کے سننے کے لیے مخاطبین میں دلچسپی پیدا ہونا فطری امر ہے۔ قرآن حکیم نے سوال کر کے ایک نفسیاتی تکنیک استعمال کی۔

متوجہ کرنے کے لیے

هَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیَاطِیْنُ [46]

کیا میں تمہیں بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں۔

جہالت

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیَاتِ اللّٰهِ اَنّٰی یُصْرَفُوْنَ [47]

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ کہاں پھرے چلے جا رہے ہیں۔

اَنّٰی لَهُمُ الذِّکْرٰی وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ [48]

وہ کہاں سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کھول کر سنانے والا رسول بھیجا گیا۔

---

[45] سورہ الاسرار 93

[46] سورہ الشعراء 221

[47] سورہ غافر 69

[48] سورہ الدخان 13

قرآن کریم کے نزول کے بعد بڑے بڑے ادباء و شعراء کی زبانوں پر مہر لگ گئی۔ اس کی ایک عمدہ مثال جاہلی دور کے شاعر معلقات لبید بن ربیعہ ہے جس کے شعروں پر اس کے معاصرین نے کئی بار سجدہ تہنیت کیا اور اسے خراج تحسین سے نوازا، اور وہی شاعر قرآن پاک سے مسحور ہو کر شاعری ہی ترک دیتے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہیں۔

خلاصہ:

قرآن مجید میں خدا اور مخلوق کے تعلق کو واضح کرنے کے لئے انسانی زبان میں سے زیادہ تر الفاظ بطور انداز بیان، مصطلحات اور استعارے استعمال کئے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کا اسلوب بیان بھی انسانی فکر و نظر اور ذوق سلیم کے مطابق ہے۔ یعنی قرآن مجید کا یہ منفرد انداز بیان ہر نفس کو فرداً فرداً ایکساں طور پر متاثر کرتا ہے اور پڑھتے وقت یہی باور کراتا ہے کہ قرآن اس کے قلب پر نازل ہو رہا ہے

قرآن مجید کے اسالیب بیان اپنی اثر پذیری میں بے مثل ہیں۔ اسلوب استفہام، متعدد حکم و فوائد کا حامل ہونے کے باوصف، ارسال دعوت کا منفرد اسلوب ہے۔ در حقیقیت سوالیہ انداز، مخاطب کی توجہات کو پوری طرح مبذول کرنے اور حصول آمادگی کا اہم ذریعہ ہیں۔ قرآن مجید میں استفہام کسی حقیقیت کے اثبات اور نفی دونوں کیلئے استعمال کیا گیا ہے، تاکہ غور و فکر پر آمادہ کیا جائے۔

نتائج و سفارشات

قرآن مجید صرف ایک کتابِ رشد و ہدایت ہی نہیں ہے بلکہ عملی بنیادوں پر خالق یعنی ربِ باری تعالیٰ کی پہچان کی کسوٹی، خالق کی اپنی مخلوق بلخصوص حضرتِ انسان سے مقصودِ زندگی کا مکمل لائحہ عمل، مقصودِ ربانی کا فہم و ادراک، تفکر، تدبر، تجزیہ، موازنے، تقابل، تعلیم و تربیت، تحقیق، حق و باطل کی پرکھ کا مکمل نظام یا ماڈل ہے جو دنیا میں نزولِ قرآن سے لے کر تا قیامت تک ان لوگوں کے لئے راہ نما ہے جو فلاح پانا چاہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی خوبصورت جہت ہے قرآنِ مجید کے اعجاز کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے لئے استفہامی اسلوب اختیار کیا ہے۔

قرآن کا استفہامی اسلوب مکی سورتوں میں مدنی سورتوں کی بنسبت زیادہ پایا گیا ہے۔ لہٰذا جب مخاطبین کو قائل کرنا مقصود ہو تو اسلوب کو اختیار کرنا چاہیے۔

قرآن کا استفہامی اسلوب قارئِ قرآن کو مزید گہرائی میں اترنے کی دعوت دیتا ہے جس سے قرآن فہمی میں مدد ملتی ہے۔

قرآن کا یہ اسلوب سیکھنے اور سکھانے کے عمل کو تیز کرتا ہے اور یہ وہی سائنسی فکری انداز ہے جو مغرب نے اپنایا ہوا اور آج کامیابی کی شاہراہ پر گامزن ہیں۔

قرآن کا استفہامی اسلوب انسانی نفسیات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اختیار کیا گیا ہے جو انسانی علمِ نفسیات کو قرآنی اصولوں کے مطابق سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

قرآن کا استفہامی اسلوب یہود و نصاریٰ و دیگر مشرکین کے ساتھ مکالمہ بین المذاہب کے لئے طریقہ کار اور پیمانے وضع کرتا ہے جو مبلغین کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔